مطالعہ وتعارفِ قرآن

Introduction to Quranic Studies

☆۔ قرآن مجید کا مفہوم:

قرآن کا لفظ ''قَرَءَ'' سے بنا ہے جس کا معنیٰ ''پڑھنا'' ہے اور بعض کے بقول یہ لفظ ''قَرَنَ'' سے بنا ہے جس کا معنیٰ ''جمع کرنا'' ہے۔ مگر راجح قول یہ ہے کہ قرآن کا لفظ ''قَرَءَ'' سے بنا ہے۔ اور لفظ قرآن کا لغوی معنیٰ ''کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب'' ہے۔

اصطلاح میں قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے، جو حضرت محمد ﷺ پر، حسب ضرورت، عربی زبان میں، آہستہ آہستہ تیئیس سالوں میں، حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے نازل ہوا اور اس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

☆۔ قرآن مجید کے نام:

قرآن مجید کے چند مشہور ذاتی اسماء درج ذیل ہیں۔

1۔ اَلقرآن: سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب۔

2۔ الفرقان: حق و باطل یا سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والی کتاب۔

3۔ الذکر: یاددلانے والی۔ 4۔ الکتاب: ایسی تحریر جو مکمل ہو۔

5۔ التنزیل: اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ۔

☆۔ تعارفِ قرآن کا اجمالی خاکہ:

سورتیں: قرآن مجید کی کل سورتیں 114 ہیں جن میں سے 86 مکی اور 28 مدنی ہیں۔

آیات: قرآن مجید کی کل آیات 6236 ہیں (جبکہ مشہور یہ ہے کہ آیات کی تعداد 6666 ہے)

پارے: قرآن مجید میں کل 30 پارے ہیں۔

رکوعات: قرآن مجید میں کل 558 رکوع ہیں۔ (جبکہ مشہور یہ ہے کہ رکوع 540 ہیں)

منازل: قرآن مجید میں 7 منازل ہیں۔ (جو لوگ ہفتے میں قرآن ختم کرنا چاہیں ان کے لیے سہولت ہے)

سجدے: قرآن مجید میں کل 14 مقامات پر سجدہ تلاوت ہے۔

مدت نزول: قرآن مجید مکہ میں تیرہ سال اور مدینہ میں دس سال اور کل تیئس (23) سال میں نازل ہوا۔
بڑی اور چھوٹی سورت: قرآن مجید کی بڑی سورت "سورۃ البقرۃ" اور چھوٹی سورت "سورۃ الکوثر" ہے۔
بسم اللہ کا بیان: سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے اور سورہ نمل میں دو دفعہ آئی ہے۔
پہلی اور آخری آیت: پہلی آیات سورۃ علق کی ابتدائی پانچ آیات "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ☆ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ☆ اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ☆ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ☆ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ" ہیں اور آخری آیت سورۃ مائدۃ کی آیت نمبر تین "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" ہے۔

☆۔ قرآن پاک کی ترتیب دو طرح کی ہے:

1) ترتیب نزولی 2) ترتیب توقیفی

ترتیب نزولی:

ترتیب نزولی سے مراد قرآن پاک کی وہ ترتیب ہے جس ترتیب سے قرآن پاک نازل ہوا۔

ترتیب توقیفی:

ترتیب توقیفی سے مراد قرآن مجید کی وہ ترتیب ہے جو حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق لگائی ہے۔ (قرآن پاک کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے۔)

قرآن پاک کی سورتوں کی خصوصیات

قرآن مجید دراصل دو حصوں میں تقسیم ہے، حصہ اول مکہ میں تقریباً تیرہ سال نازل ہوا اور حصہ دوم مدینہ میں دس سال نازل ہوا تھا تو مجموعی اعتبار سے تیئس سال نازل ہوا مگر مکی اور مدنی ماحول اور تقاضا کے الگ الگ ہونے کی وجہ سے مکہ اور مدینہ میں نازل ہونے والی سورتوں کے اسلوب میں بھی فرق ہے جس کو انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

☆۔ مکی سورتوں کی خصوصیات:

وہ سورتیں جو ہجرت مدینہ سے قبل نازل ہوئیں وہ مکی سورتیں کہلاتی ہیں۔ ان سورتوں کی کچھ ایسی خوبیاں ہیں جو مدنی سورتوں میں نہیں ہیں۔ مکہ میں چونکہ زیادہ تعداد میں کفار تھے اور آپ ﷺ مکہ میں نبوت و رسالت ملنے کے بعد تیرہ سال رہے تو اس اعتبار سے یہ اسلام کا ابتدائی دور تھا۔ اسی مناسبت سے اللہ تعالی نے سورتوں کو نازل فرمایا۔ مکی سورتوں کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- اختصار: مکی سورتیں اور آیات مختصر ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر مکی ہے۔ جس کی تین آیات ہیں، اس کے علاوہ دیگر چھوٹی چھوٹی سورتیں مکی ہیں۔

2- عمومی خطاب: بعض مکی سورتوں میں خطاب عمومی ہوتا ہے جیسے: "یا یھا الناس، یا بنی آدم"

3- حروف مقطعات: بعض مکی سورتوں کا آغاز حروف مقطعات (حٓم، ق، طٰہٰ، یٰس) سے ہوتا ہے۔

4- مشکل اسلوب: مکی سورتوں کے الفاظ اور ان کا مفہوم عام طور پر مشکل ہوتا ہے۔

5- عقائد: ان سورتوں میں زیادہ تر عقیدہ توحید، رسالت اور عقیدہ آخرت پر زور دیا گیا ہے۔

6- سابقہ امتوں کے واقعات: ان سورتوں میں سابقہ انبیاء کے قصص اور حالات کا بیان ہے۔

7- صبر کی تلقین: مکی سورتوں میں کفار کے مظالم اور ان کی زیادتیوں کا ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو صبر و ضبط کی تلقین کی گئی ہے۔ کفار سے اعراض برتنے کی تلقین کی گئی ہے۔

8- مشرکین: مکی سورتوں میں زیادہ تر مشرکین کو مخاطب کیا گیا ہے۔

☆- مدنی سورتوں کی خصوصیات:

وہ سورتیں جو ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی کہلاتی ہیں۔ آپ ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائے اور یہاں دس سال رہے، اور انتہائی محنت سے مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی پہلی باقاعدہ اسلامی ریاست قائم کی جو خالص مساوات اور عدل و انصاف کے اصولوں پر مبنی تھی۔ یہاں معاشرتی مسائل اور جہاد وغیرہ پر زور دیا گیا ہے۔ ان سورتوں کی کچھ ظاہری اور معنوی خصوصیات ہیں۔ جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

1- طوالت: مدنی سورتیں عام طور پر لمبی ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کی سب سے لمبی سورت البقرہ ہے جو مدنی ہے۔ اس کے چالیس رکوع اور 286 آیات ہیں۔

2- خصوصی خطاب: ان سورتوں میں خطاب اکثر اہل ایمان کو ہے جیسے: "یا یھا الذین اٰمنوا"

3- حروف مقطعات: ان سورتوں کے آغاز میں حروف مقطعات بہت کم آتے ہیں۔

4- آسان اسلوب: مدنی سورتوں میں عام طور پر اسلوب آسان ہوتا ہے۔

5- عبادات: مدنی سورتوں میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات و خیرات وغیرہ کے احکام ہیں۔

6- معاملات: مدنی سورتوں میں معاشرتی، معاشی اور سیاسی معاملات وغیرہ کا اکثر بیان ہے۔

7- جہاد و غزوات: ان سورتوں میں جہاد کی تلقین اور اس کے دیگر مسائل کا ذکر ہے۔

8- منافقین کا ذکر: منافقین کا بیان انہی سورتوں میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ مکہ میں نہ تھے۔

قرآن مجید کی امتیازی خصوصیات

قرآن مجید کی امتیازی خصوصیات و مطالعہ قرآن کی ضرورت و اہمیت کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1۔ **آخری آسمانی کتاب:**

لوگوں کی ہدایت کے لئے آسمان سے نازل ہونے والی کتابوں اور صحائف میں سب سے آخر میں قرآن مجید حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔ جو کہ ساری دنیا کے لوگوں کے لئے قیامت تک کے لئے رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ اور اب اسی چشمہ ہدایت کا مطالعہ کر کے اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی صورت میں دارین کی کامیابی اور امن وسکون کا راز مضمر ہے۔ لہذا ہم دارین میں کامیابی اور امن وسکون چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن کا مطالعہ کرنا ہوگا اور اس سے تعلق مضبوط رکھنا ہوگا۔

2۔ **محفوظ کتاب:**

سابقہ صحائف اور کتب چونکہ مخصوص علاقے کے لوگوں کے لئے اور محدود وقت کے لئے تھیں اس لئے ان کی حفاظت کی ضرورت نہ تھی جبکہ قرآن مجید قیامت تک کے لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے، لہذا اب ہمیں اپنے دینی، دنیاوی، سیاسی، معاشی، معاشرتی اور خوشیوں وغمیوں کے مسائل حل کرنے کے لئے اسی محفوظ اور معتبر ترین ضابطہ حیات سے رجوع کرنا ہوگا۔ اسی لئے اس کو قیامت تک محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ کیا۔ فرمان الٰہی ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْن" (الحجر (15):9)

(ہم نے خود اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں)

3۔ **زندہ زبان والی الہامی کتاب:**

قرآن مجید جس فصیح وبلیغ عربی زبان میں نازل ہوا ہے وہ آج بھی دنیا کے بیس سے زائد ممالک میں بولی، پڑھی، سنی اور سمجھی جانے والی کتاب ہے، یہ وہ زبان ہے جو دنیا کے ساتھ ساتھ قبر اور آخرت میں بولی جانے والی زبان ہے۔ جبکہ پہلی الہامی کتابیں جن زبانوں میں نازل ہوئی تھیں ان کے سمجھنے والے اب نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مطالعہ قرآن کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ اس کو پڑھنا اور سمجھنا باقی تمام الہامی وغیر الہامی کتب کی نسبت سے آسان ہے۔

4۔ **عالمگیر (تمام دنیا کے لئے) کتاب:**

قرآن مجید کی خصوصیات میں سے یہ بات شامل ہے کہ یہ آخری الہامی کتاب دنیا کے تمام

خطوں میں آباد لوگوں کے لئے رشد وہدایت کا مرکز ہے اور پھر قیامت تک کے لوگوں کے لئے زمانہ نزول سے لے کر قیامت تک یکساں مفید ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

"اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ" (التکویر (81) :27)

(بے شک یہ ذکر تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے)

5۔ جامع (کمپری ہینسو) کتاب:

قرآن مجید کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت جامع کتاب بھی ہے، جامع کا مطلب ہے کہ یہ کتاب سابقہ تمام کتب اور آسمانی صحائف کی معتبر تعلیمات اور خوبیوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور پھر قیامت تک کے جدید مسائل کا حل اصول وضوابط کی صورت میں اس کتاب میں موجود ہے۔ اس لئے اگر ہم اپنے مسائل کا شرعی حل چاہتے ہیں تو ہمیں اس کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ " (النحل (16) :89)

(اور ہم نے آپ ﷺ پر ایسی کتاب نازل کی جو ہر شے کو کھول کر بیان کرتی ہے)

6۔ عقل وتہذیب کی تائید کرنے والی کتاب:

قرآن میں موجود احکام ومسائل چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس لئے اس کتاب کی تعلیمات عین فطرت، ضرورت انسانی اور عقل وتہذیب کے موافق ہیں۔ لہذا جو چیز جتنی زیادہ فطرت کے قریب ہوگی اور اس کی انسانوں کو ضرورت بھی ہو تو اس کا مطالعہ بھی اتنا ہی زیادہ اہم ہو جاتا ہے۔ تا کہ فطرتی، عقلی اور تہذیبی مسائل کو حل کیا جا سکے۔

7۔ کتاب اعجاز:

اعجاز کا معنی عاجز کرنا اور شکست دینا ہے، قرآن مجید نے حفاظت، جامعیت اور کاملیت کے اعتبار سے سابقہ تمام الہامی وغیر الہامی کتابوں اور صحائف کو شکست دے دی ہے۔ نیز عرب کے فصحاء و بلغا کو چیلنج کیا ہے کہ اگر تم کہتے ہو کہ یہ قرآن حضرت محمد ﷺ نے خود بنایا ہے تو پھر تم بھی اس جیسا قرآن، دس سورتیں یا پھر ایک ہی سورت بنا لاؤ۔ تو وہ عاجز آ گئے۔ مطالعہ قرآن کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ یہ شک وشبہ سے پاک کتاب ہے جس کی تعلیمات اپنی اصلی شکل میں سو فیصد محفوظ ہیں۔

8۔ مکمل ضابطہ حیات:

قرآن حکیم ایک مکمل ضابطہ حیات مہیا کرتا ہے، یہ انسانی زندگی کے ہر پہلو پر بہترین رہنمائی

کرتا ہے، سیاسی، معاشی، معاشرتی، سماجی، اخلاقی، تعلیمی غرض کوئی میدان ایسا نہیں جس کے لئے قرآن نے راہنما اصول بیان نہ کئے ہوں۔ اس لئے رہنما اصول سیکھنے کے لئے بھی اس کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا: "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" (النحل:89)

(اور ہم نے آپ ﷺ پر ایسی کتاب نازل کی جو ہر شے کو کھول کر بیان کرتی ہے)

9۔ قابل حفظ و عام فہم:

یہ قرآن مجید کا ہی اعجاز ہے کہ اس کو حفظ کرنا اور سمجھنا آسان ہے سابقہ الہامی کتابوں کے حفاظ نہ اُس دور میں اور نہ ہی آج کے دور میں کثرت سے نظر آتے ہیں جبکہ قرآن مجید کے حفاظ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک ہر عمر کے لوگ نظر آتے ہیں جو اپنی عمر کے کسی بھی حصہ میں اس کو آسانی سے سمجھ بھی سکتے ہیں اور یاد بھی کر لیتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے اب ہم اپنی بدبختی کی وجہ سے دن بدن اس کتاب ہدایت و برکت سے دور ہی دور ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمیں حفظ قرآن کے ساتھ فہم قرآن کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

10۔ انقلابی کتاب:

اس کتاب نے نہ صرف عرب معاشرے میں بلکہ عجمی معاشرے میں بھی انقلاب برپا کر دیا، یہ کتاب افراد کی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے والی ہے اور یہ گزشتہ ساڑھے چودہ سو سال انقلاب سے جاری کئے ہوئے ہے اور قیامت تک یہ انقلاب جاری رہے گا۔ اس لئے آج بھی ہم اسلامی انقلاب لانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کے ساتھ ویسا ہی مضبوط تعلق قائم کرنا ہوگا جیسا قرون اولی کے لوگوں نے قائم کیا تھا۔

11۔ قوت تاثیر:

قرآن مجید کا ایک اعجاز یہ ہے کہ اپنے اندر بے پناہ قوت تاثیر رکھتی ہے حضرت عمر فاروقؓ گھر سے رسول اکرم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے اور جب اپنی بہن کے گھر قرآن مجید کی آیات سنی تو دل کی دنیا بدل گئی اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اس لئے آج اگر ہم اپنے ویران اور بے چین دل کی حالت بدلنا چاہتے ہیں تو ہمیں مطالعہ قرآن کی عادت بنانی ہوگی، قرآن مجید کا فہم، تدبر اور تلاوت کر کے ہم اپنے اللہ سے براہ راست گفتگو کر سکتے ہیں، اپنی روحانی زندگی کا تزکیہ کر سکتے ہیں، مطالعہ قرآن سے ہم برکات و رحمت الہی کے حق دار بن سکتے ہیں۔

☆۔ نزول قرآن کا آغاز:

اعلان نبوت کے کچھ عرصہ پہلے آپ ﷺ کو سچے خواب نظر آنا شروع ہوئے۔ جو خواب آپ ﷺ رات کو دیکھتے صبح ویسے ہی ہو جاتا۔ پھر اسی دوران تنہائی آپ کو اچھی لگنے لگی جس کی وجہ سے آپ ﷺ مکہ کے پہاڑ جبل نور کی غار میں کئی کئی دن تک خلوت نشینی اختیار فرماتے۔ اور پھر اسی غار میں حضرت جبرائیلؑ سب سے پہلی دفعہ وحی سورۃ علق کی ابتدائی پانچ آیات کی شکل میں لے کر آئے۔

نزول قرآن کے واقعہ کو آپ ﷺ خود بیان فرماتے ہیں کہ: میری عمر چالیس برس تھی اور میں غارِ حرا میں عبادت کر رہا تھا کہ یکا یک میرے سامنے ایک ایسی شخصیت کا ظہور ہوا جسے میں نہیں پہچانتا تھا اس نے کہا: ''اِقْرَاء یَا مُحَمَّدُ'' (اے محمد پڑھیے) میں نے کہا: ''وَمَا اَنَا بِقَارِیٍ'' (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں)۔

اس شخصیت نے تین مرتبہ یہی الفاظ دہرائے۔ اور پھر چوتھی بار مجھے پکڑ کر سینے سے لگا کر دبایا اور چھوڑ دیا اس کے بعد سورۃ علق کی پانچ آیات کی تلاوت کی:

''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ☆خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ☆اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ☆الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ☆عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ'' (العلق(96):5-1)

(اے محمد ﷺ! اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا تیرا رب بڑا بزرگ اور کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا)۔

وہ آیات مجھے یاد ہو گئیں اور حضرت جبرائیلؑ چلے گئے اور میں وہاں سے فوراً گھر واپس آگیا۔

☆۔ وحی کا منقطع ہونا فترت الوحی:

پہلی وحی کے نازل ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک وحی نازل نہ ہوئی اس وقفے کو ''فترت الوحیٰ'' کا زمانہ کہتے ہیں (یاد رہے کہ ہر وحی کے بعد ہونے والے وقفہ کو فترۃ الوحی نہیں کہا جاتا) اور پھر سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، سورۃ مدثر کی آیات نازل ہونے کے بعد وحی مسلسل اور لگاتار نازل ہونا شروع ہوئی یہ سلسلہ آپ ﷺ کی وفات تک جاری رہا۔

تدوینِ قرآن کا پہلا دور (عہد نبوی ﷺ)

تدوین قرآن کے سلسلے میں سب سے پہلے حضور ﷺ کا عہد مبارک ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب قرآن مجید نازل ہورہا تھا۔ اس دور میں قرآن مجید جتنا نازل ہوتا تو آپ ﷺ اس کی حفاظت کا اہتمام ساتھ ساتھ دو طرح سے فرماتے تھے:

1) کتابت (لکھنا)

2) حفظ (زبانی یاد کرنا)

1۔ کتابت کا اہتمام:

آپ ﷺ کے دور میں کتابتِ قرآن کا اس قدر اہتمام تھا کہ جس موقع اور حالت میں قرآن نازل ہوتا فوراً اس کو لکھ لیا جاتا۔ اس غرض سے کھجور کے پتوں، پتھروں، اونٹ کے شانے کی ہڈیوں، کاغذ اور چمڑا وغیرہ سے کام لیا جاتا تھا۔

الف:۔ کتابت قرآن کا طریقہ:

نزول وحی کے وقت آپ ﷺ کاتبین وحی میں سے جو بھی موجود ہوتا اس کو بلا کر قرآن کا جو حصہ نازل ہوتا اس کو لکھواتے اور کاتب کو بتاتے کہ یہ آیات فلاں سورت میں فلاں جگہ پر لکھو۔ مشہور کاتبین وحی میں سے حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت امیر معاویہؓ اور خلفاء اربعہ شامل ہیں۔

2۔ حفظ قرآن کا اہتمام:

آپ ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ اسے لکھوانے کے ساتھ خود یاد کرلیتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی یاد کرایا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ پر جتنا قرآن ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک نازل ہو چکا ہوتا وہ آپؐ حضرت جبرائیلؑ کو سناتے اور خود نمازوں میں بھی پڑھتے اور رات کے نوافل میں پڑھتے تھے پھر صحابہ کرامؓ بھی ایک دوسرے سے قرآن زبانی سنتے اور سناتے اور پھر رات کو نوافل میں پڑھتے تھے، اس طرح قرآن مجید کا جو حصہ ان کے پاس پہنچتا وہ اس کو اچھی طرح زبانی یاد کرلیتے تھے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی حفاظت کیلئے حفظ و کتابت دونوں طریقے اپنائے تھے۔ اور آپ ﷺ کے دور میں قرآن ترتیب توقیفی کے اعتبار سے بعض صحابہ کو مکمل یاد تھا اور اسی طرح مکمل قرآن مجید تحریری صورت میں مختلف اجزاء پر جمع ہو چکا تھا۔

تدوینِ قرآن کا دوسرا دور (عہد صدیقیؓ)

تدوینِ قرآن کا دوسرا دور عہد صدیقیؓ کا ہے جس میں مختلف اجزاء سے کاغذ پر کتابی صورت میں جمع وتدوینِ قرآن کی مناسبت سے کام ہوا ہے جس کے مشہور مراحل ونکات حسب ذیل ہیں:

1۔ جنگ یمامہ میں حفاظ کی شہادت:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ ہوئی جس میں بہت سے صحابہ شہید ہوئے۔ جن میں سے 70 حفاظ قرآن تھے۔ اب کثرت سے حفاظ کی شہادت کی بدولت قرآن کے مختلف اجزاء کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا جس کی بدولت قرآن مجید کو ایک جگہ تحریر میں لانے کی ضرورت پیش آئی۔

2۔ تدوین قرآن کے لئے حضرت عمرؓ کا مشورہ اور اصرار:

حضرت عمرؓ نے جنگ یمامہ کے بعد اصرار سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو قرآن ضبط تحریر میں لانے کے لیے کہا۔ تو پھر حضرت عمرؓ کے مشورہ جمع وتدوین قرآن کی بدولت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قرآن کو کتابی صورت میں ایک جگہ اکٹھا کرنے کے لئے سرکاری سطح سے اہتمام شروع کروا دیا۔

3۔ تدوین قرآن کے لئے حضرت زید بن ثابتؓ کا انتخاب:

حضرت عمرؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی تو انہوں نے دیگر صحابہ سے مل کر اس ذمہ داری کو پورا کیا۔ قرآن مجید کی جمع وتدوین کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کے لیڈر حضرت زید بن ثابتؓ کو مقرر کیا گیا تھا، انہوں نے مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھ کر کام شروع کر دیا۔

4۔ پہلی دفعہ قرآن کا کتابی صورت میں معرض وجود میں آنا:

حضرت زید بن ثابتؓ نے اپنی کمیٹی کے تعاون سے پہلی دفعہ قرآن مجید کو مختلف اجزاء سے مکمل قرآن مجید کتابی صورت میں اکٹھا کیا اور اس کا نام ''مصحف'' رکھا گیا اور یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس رہا اور ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس رہا اور ان کی شہادت کے بعد آپؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ کے پاس رہا۔

5۔ عہد صدیقی میں جمع وتدوین قرآن کا طریقہ کار:

حضرت زید بن ثابتؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں جمع قرآن کے لئے چار طرح کی تصدیق کرتے تھے: 1۔ اپنے حافظے سے توثیق کرتے، 2۔ زیدؓ اور عمرؓ دونوں مشترک وصول کرتے، 3۔ لکھی ہوئی آیات لے کر آنے والے سے دو گواہ طلب کرتے، 4۔ لکھی ہوئی آیت کا دوسرے نسخوں سے تقابل کرتے تھے، ہر طرح کی تصدیق اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد حضرت زیدؓ اس کو لکھ لیتے تھے۔

تدوین قرآن کا تیسرا دور (عہد عثمانیؓ)

تدوین قرآن کا تیسرا دور حضرت عثمان غنیؓ کا ہے اس دور میں قرآن مجید کے لہجات اور قرآءت پر کام ہوا ہے، جس کو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ جامع القرآن کی وجہ تسمیہ:

حضرت عثمانؓ کو اس لحاظ سے جامع القرآن کہتے ہیں کہ انہوں نے امت کو ایک رسم الخط پر جمع کیا تھا۔ نیز قریش کے اس رسم الخط کو نافذ کرایا جس میں قرآن نازل ہوا تھا۔

2۔ ایک رسم الخط پر جمع کرنے کی وجہ:

جب مختلف قبیلوں کے لوگ جہاد کے لیے عجمی علاقوں میں گئے تو وہ وہاں آباد ہو گئے، وہ وہاں عجمیوں کو اپنے لہجے میں قرآن پڑھاتے تھے لہجوں کا اختلاف (مثلاً: کیچڑ/ چکڑ، رکشہ/ رشکہ، کاچو/ چاقو، وغیرہ) تو تھا ہی عجمی اس اختلاف کو نہ سمجھ سکے اور ایک دوسرے پر اعتراض کرنے لگے تو تب ضرورت پیش آئی کہ لوگوں کو ایک رسم الخط پر اکٹھا کیا جائے۔

3۔ حضرت حذیفہؓ کا مشورہ:

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ آذر بائیجان میں جہاد کرنے گئے تھے وہاں عجمیوں کو آپس میں اختلاف قرآءت پر جھگڑتے دیکھا تو مدینہ آ کر حضرت عثمانؓ کو اس اختلاف قرآءت کے متعلق بتایا۔ اور ایک رسم الخط پر قرآن کو ضبط تحریر میں لانے کی تجویز پیش کی۔ حضرت حذیفہؓ کے ابھارنے پر 25ھ کے شروع میں قرآن کے رسم الخط کا کام شروع ہوا اور سن 30 ہجری تک مکمل ہو گیا تھا۔

4۔ تدوین قرآن کے لئے کمیٹی کی تشکیل:

حضرت عثمانؓ نے تدوین قرآن کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبدالرحمن بن حارثؓ اور حضرت سعید بن عاصؓ چاروں سے کہا کہ قرآن کو قریش کے رسم الخط کے مطابق لکھیں۔

5۔ تدوین قرآن کے لئے بنیاد مصحف ابوبکر صدیقؓ کو بنایا جائے:

حضرت عثمان غنیؓ نے مذکورہ کمیٹی کو حکم دیا کہ: ام المومنین حضرت حفصہؓ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ والا نسخہ منگوا کر اس کو بنیاد بنا کر صرف ایک قرآءت پر نسخے تیار کروائے جائیں۔ پھر اس کی نقول کروا کر سب صوبوں میں بھیج دیں اور حکم جاری کر دیا کہ صرف اسی نئے صحیفہ کی نقل کی جائے۔ (حضرت

ثمانؓ نے راجح قول کے مطابق 7 مصاحف لکھوائے تھے جو ان ممالک کی طرف بھیجے گئے تھے
(1۔ مکہ، 2۔ شام، 3۔ بصرہ، 4۔ کوفہ، 5۔ مدینہ، 6۔ یمن، 7۔ بحرین۔)

☆......☆......☆

باب دوم

مطالعہ و تعارف حدیث

Basic Concepts of Hadith

حدیث کا مفہوم و اقسام:

حدیث کا لغوی معنی: "بات چیت کرنا، گفتگو کرنا، اور نئی چیز" ہے۔

اصطلاح میں حدیث سے مراد رسول اللہ ﷺ کا قول، فعل اور تقریر ہے۔

حدیث کی مشہور تین قسمیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔ قولی حدیث:

جس میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کا ذکر کیا گیا ہو، مثلاً حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) نیز تمام اذکار اور دعائیں وغیرہ قولی احادیث ہی کی مثالیں ہیں۔

2۔ فعلی حدیث:

وہ حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ کے افعال کا بیان ہو: مثلاً نماز، وضو، اعتکاف اور دیگر افعال کی ادائیگی کا طریقہ وغیرہ۔ اب نماز پڑھنے کا طریقہ، وضو کرنے کا طریقہ وغیرہ فعلی حدیث میں شمار ہوتا ہے۔

3۔ تقریری حدیث:

تقریری حدیث سے مراد دین کے معاملے میں صحابی کا وہ قول اور فعل ہے جس پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو۔ مثلاً ایک دفعہ ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی اور سلام پھیرنے کے بعد اس نے اٹھ کر دوبارہ نماز پڑھنا شروع کر دی، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز ادا نہیں کی؟ اس نے کہا جی میں نے پڑھی ہے، اس پر آنحضرت ﷺ نے پوچھا پھر "تم نے یہ کون سی نماز پڑھی ہے"؟ اس نے کہا "میری سنتیں رہ گئی تھیں ان کو میں نے اب ادا کیا ہے تو آپ ﷺ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔ (صحیح ابن حبان)

حدیث اور سنت میں فرق:

سنت کے لغوی معنی راستہ اور طریقہ ہے، اصطلاح میں سنت سے مراد حضورؐ کی عبادت کی ادائیگی کا وہ طریقہ ہے جس پر آپؐ نے ہمیشگی فرمائی ہو۔

حدیث اسے کہتے ہیں جس میں آپؐ کے قول، فعل یا تقریر میں سے کسی کو بیان کیا گیا ہو۔ جیسے آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''صَلُّوْ کَمَارَ اَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ'' (جیسے مجھے نماز پڑھتا دیکھو ویسے نماز پڑھو)

اب یہ فرمان نبوی ﷺ حدیث کہلاتا ہے مگر جس طریقہ سے آپ پڑھتے تھے نماز کی ادائیگی کا وہ طریقہ سنت کہلاتا ہے۔

اصول حدیث کی اہم اصطلاحات

☆ حدیث متواتر: متواتر وہ حدیث ہے جسے ایک بڑی جماعت روایت کرے کہ عادتاً اس کثرت تعداد کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو اور یہ جماعت جس دوسری جماعت سے روایت کرتی ہو وہ بھی اسی طرح کی ہو اور یہ وصف ہر طبقہ میں ہو۔ اقسام: (۱) متواتر لفظی کا مطلب ہے کہ جس کے لفظ اور معنی میں تواتر ہو، (۲) متواتر معنوی کا مطلب ہے کہ جس حدیث کے معنی تواتر سے ثابت ہوں مگر لفظ سے نہیں۔

☆ حدیث مشہور: وہ حدیث ہے جسے تین یا تین سے زائد افراد ہر طبقہ میں نقل کریں مگر وہ تواتر کی حد کو نہ پہنچی ہو۔

☆ حدیث عزیز: وہ حدیث ہے جس کے راوی سند کے تمام طبقوں میں دو سے کم نہ ہوں۔

☆ حدیث غریب: وہ حدیث جس کی سند کے کسی طبقہ میں ایک راوی رہ جائے۔

☆ حدیث قدسی: وہ حدیث ہے جو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہم تک منقول ہو اور آپ ﷺ اس کی سند اللہ تک بیان کرتے ہوں۔

☆ حدیث مرفوع: جس قول، فعل یا تقریر کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔

☆ حدیث موقوف: وہ قول یا فعل جس کی نسبت صحابی کی طرف ہو۔

☆ حدیث مقطوع: وہ قول یا فعل جس کی نسبت تابعی کی طرف ہو۔

☆ صحیح حدیث: وہ حدیث جس کو صاحب عدالت اور ضابط راوی دوسرے عادل و ضابط راوی سے روایت کرے، اس کی سند متصل ہو اور وہ معلل یا شاذ نہ ہو۔

☆ حسن حدیث: وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اور جس کا راوی صاحب عدالت ہو مگر قلیل الضبط ہو اور اس میں شذوذ و علت بھی نہ ہو۔

☆ ضعیف حدیث: وہ حدیث جس میں صحیح و حسن کی صفات نہ پائی جاتی ہوں۔

☆ مرسل حدیث: وہ حدیث جس میں تابعی صحابی کا واسطہ چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ سے نقل کرے

☆ حدیث معضل: وہ حدیث جس میں دو یا دو سے زیادہ راوی پے در پے ساقط ہو گئے ہوں۔

☆ منقطع حدیث: وہ حدیث جس کی سند متصل نہ ہو اور اس میں انقطاع کسی بھی طبقہ میں ہو۔

☆ متصل حدیث: اصطلاح میں اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند شروع سے آخر تک متصل ہو۔ کوئی راوی چھوٹا نہ ہو خواہ وہ حدیث مرفوع ہو یا موقوف یا مقطوع۔

☆ موضوع حدیث: موضوع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو گھڑ کر جھوٹ موٹ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا جائے۔

☆ متفق علیہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں حدیث کی کتابوں میں ایک جیسے الفاظ یا معمولی الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ موجود ہے۔

☆ صحاح: یہ صحیح کی جمع ہے، اس سے حدیث کی وہ کتابیں مراد ہیں جن میں اس کے مولفین نے اپنی اپنی شرائط کے مطابق صحیح احادیث ذکر کی ہوں۔ مثلاً: الصحیح البخاری، الصحیح المسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان وغیرہ

☆ جوامع: یہ جامع کی جمع ہے اور جامع احادیث کی ان کتابوں کو کہتے ہیں جس میں آٹھ مضامین (سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، اشراط الساعہ، احکام، مناقب) کی احادیث جمع کر دی گئی ہوں۔ مثلاً: الجامع الصحیح البخاری، الجامع الصحیح المسلم، جامع الترمذی وغیرہ۔

☆ السنن: یہ سنت کی جمع ہے اور سنن اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں احادیث کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہو، مثلاً: سنن الدارمی، سنن ابن ماجہ، سنن ابی داود وغیرہ۔

حدیث کی دینی حیثیت

حدیث کی دینی حیثیت اور ضرورت و اہمیت کے دلائل درج ذیل ہیں۔

1۔ نبی کریم ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے:

نبی رحمت ﷺ کی ذات مقدسہ ہر طرح کے لوگوں کے لئے ہر قسم کے معاملے میں بہترین نمونہ ہے اور اس اسوہ حسنہ کی عملی وضاحت احادیث میں موجود ہے گویا قرآن کو اصول و ضوابط اور

ٹیکسٹ بک کی حیثیت حاصل ہے اور حدیث کو ہیلپنگ بک کے طور پر متعارف کروایا گیا ہے تو اس اعتبار سے دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں: قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب (33:21)

(یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) کی ذات میں بہترین نمونہ ہے)

2۔ اتباع نبوی ﷺ کا حکم الٰہی:

حضور اکرم ﷺ کی اتباع کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، اب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حدیث کو من وعن تسلیم کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم یقیناً آپ ﷺ کی بلند وبالا شرعی حیثیت کی بدولت ہی دیا ہے، فرمان الٰہی ہے:

" فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ.... وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (سورۃ الاعراف:158)

(پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔۔۔اور اس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا سکو)۔

3۔ رسول ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اکثر مقامات پر اپنی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو لازمی قرار دیا ہے، جس سے واضح طور پر پتہ چل رہا ہے کہ نبی ﷺ کی احادیث کے سامنے سر جھکانے میں ہی عافیت ہے ان کے انکار یا تاویل سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سرزد ہوگی۔ رسول ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ" (النساء(4):80)

(یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)

4۔ امر ونہی میں اطاعتِ رسول ﷺ کا حکم خداوندی:

آپ ﷺ دین کے معاملے میں کوئی بات اللہ کی منشاء ومرضی کے بغیر نہیں کرتے، اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ آپ ﷺ جس چیز کا حکم دیں اسے بجالائیں اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جائیں، ارشاد ربانی ہے:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" (الحشر (59):7)

(اور محمدؐ جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رُک جاؤ)۔

حدیث کے مطالعہ کے بغیر ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ رسول کریمؐ نے کس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے اور کس چیز سے منع فرمایا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کیسے ہوگی کہ تم رسول کی اطاعت کرو۔

5۔ آپ ﷺ کی اطاعت سے ہدایت الٰہی وابستہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی ہدایت اور دارین کی کامیابی کو حضور ﷺ کی اطاعت سے وابستہ کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا" (النور(24):54)

(یعنی اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایات پا جاؤ گے) اور گمراہی کی بابت فرمان الٰہی ہے۔

"وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا" (احزاب(33):34)

(اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا)

یعنی اس کے گمراہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ ہم رسول کی نافرمانی سے تبھی بچ سکتے ہیں کہ ہمیں آپؐ کے اوامر ونواہی معلوم ہوں۔ اور وہ حدیث سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔

6۔ اللہ کی محبت حضور ﷺ کی اتباع سے مشروط ہے:

ہمیں اللہ سے محبت کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ یہ طریقہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بتا دیا ہے کہ جو میری محبت کے حصول کے خواہش مند ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اتباع کریں، ارشاد الٰہی ہے:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" (آل عمران(3):31)

(اے نبی کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو پھر میری پیروی کرو۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تم سے محبت کرے گا)

7۔ تاریخی واقعات کی معرفت:

عہد نبوی کو تاریخ اسلام بلکہ انسانیت میں اہم ترین حیثیت حاصل ہے اور اس مبارک دور میں ہونے والے واقعات کا علم ہمیں حدیث سے حاصل ہوتا ہے۔ سیرت ومغازی اور اس دور کی تاریخ کی کتابیں احادیث کے مطالعہ سے ہی مرتب ہوئی ہیں۔ اگر ہم حدیث کو چھوڑ دیں تو اس اہم ترین عہد کے بارے میں تاریکی میں پڑ جائیں گے۔ پھر اس دور کے کئی اہم واقعات کی طرف قرآن حکیم میں اشارے ملتے ہیں جن کی تفصیل حدیث میں موجود ہے، تو اس اعتبار سے بھی حدیث کا مطالعہ اہمیت کا حامل ہے۔

8۔ قرآن مجید کے مبہم ومجمل احکام کی وضاحت:

قرآن حکیم میں بہت سے احکام مجمل طور پر بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً قرآن حکیم میں نماز، زکوٰۃ اور روزہ کا حکم آیا ہے۔ تو قرآن نے ان سب کے تفصیلی احکام بیان نہیں فرمائے۔ ان مجمل احکام کی تفصیلات رسول کریم ﷺ نے نہ صرف بتائی ہے بلکہ عمل کر کے بھی دکھایا۔ "نماز ایسے پڑھو جیسا مجھے نماز

پڑھتے دیکھو"۔اور قرآن مجید میں زکوۃ کا حکم ہے مگر کب، کس کو اور کتنی دینی ہے اس کی وضاحت حدیث میں ہے:-

09۔ اجماع امت:

امت کے تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن پاک کے بعد سنت رسول ﷺ اسلامی قوانین کا دوسرا ماخذ ہے، ہر دور میں علماء اسلامی احکام اور ان کی وضاحت کے لئے، حدیث سے رجوع کرتے رہے ہیں، آپ ﷺ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو ان سے پوچھا: "اگر کوئی حکم تمہیں اللہ کی کتاب میں نہ ملا تو کیا کرو گے؟ انھوں نے جواب دیا: پھر میں اسے سنت رسول ﷺ میں تلاش کروں گا" اس جواب کو آنحضرت ﷺ نے پسند فرمایا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کے بعد سنت رسول ﷺ اسلامی قوانین کا سب سے بڑا ماخذ ہے۔

خلاصہ بحث یہی ہے کہ مستند حدیث کی دینی حیثیت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کی ہے کیونکہ دونوں کا مصدر وحی ہی ہے۔

صحاح ستہ

صحاح صحیح کی جمع ہے اور ستہ عربی زبان میں چھ کو کہتے ہیں، مراد یہ ہے کہ احادیث کی وہ چھ مستند کتب جن کی صحت پر محدثین نے اتفاق کیا ہے۔ ان کا تعارف اختصار سے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

☆۔ صحیح بخاری از امام بخاری محمد بن اسماعیل (194ھ۔256ھ)

امام بخاریؒ بخارا میں پیدا ہونے کی وجہ سے بخاری کہلوائے، علمائے امت نے اس کتاب کو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" کا لقب دیا، اس میں سولہ سال کی لگاتار محنت سے 9082، اور بعض جگہ ان کی تعداد 7675 احادیث ہیں اور تکرار کے بغیر چار ہزار ہیں۔ صحیح بخاری کی مشہور ترین شرح فتح الباری از ابن حجر عسقلانیؒ (773ھ۔852ھ) ہے۔

☆۔ صحیح مسلم از امام مسلمؒ بن حجاج قشیری (204ھ۔261ھ)

اس کتاب میں بارہ ہزار کے قریب روایات ہیں۔ مکررات کو نکال کر یہ تعداد چار ہزار رہ جاتی ہے، صحیح مسلم کی مشہور شرح "المنہاج فی شرح مسلم" النوودی ہے جو یحیٰ بن شرف الدین (631ھ۔676ھ) کی ہے۔

نوٹ: امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کو علم حدیث میں "شیخین" اور ان کی کتابوں کو "صحیحین" کہا جاتا ہے، جو حدیث دونوں کتابوں میں موجود ہو، اسے "متفق علیہ" کہتے ہیں۔

☆۔ السنن ابی داود از امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث (202ھ۔275ھ)

اس کتاب میں 4800، احادیث ہیں، موصوف کی پیدائش بجستان میں ہوئی اور بصرہ میں وفات پائی۔ اس کی مشہور شرح غایۃ المقصود از مولانا شمس الحق عظیم آبادی (متوفی 1329ھ) اور بذل المجہود فی شرح سنن ابی داود از مولانا خلیل الرحمٰن سہارنپوریؒ (متوفی 1352ھ) ہے۔

☆۔ السنن الترمذی از امام ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰؒ (209ھ۔279ھ)

موصوف ترمذ (ترکستان) میں پیدا ہوئے اور یہ علاقہ بخارا سے پندرہ میل کے فاصلے پر ہے، اس حدیث کی کتاب میں تکرار کے بغیر تقریباً 2292 روایات موجود ہیں۔

آپ 279ھ بستی بوغ میں دفن کیے گئے جو ترمذ سے چھ فرسخ (میل) کی مسافت پر ہے۔

اس کی مشہور شرح تحفۃ الاحوذی از عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ (متوفی 1353ھ) ہے۔

☆۔ السنن النسائی از امام نسائی احمد بن شعیبؒ (215ھ۔303ھ)

اس کتاب میں 5761، روایات ہیں۔ موصوف خراسان کے شہر نساء میں پیدا ہوئے۔ صفر سن 303ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ موصوف نے ''سنن کبریٰ'' کا اختصار کر کے سنن نسائی یا السنن الصغریٰ کو مرتب کیا۔ اس کی شرح زہر الربیٰ علی المجتبیٰ از جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) کی ہے اور التعلیقات السلفیہ از عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ہے۔

☆۔ السنن ابن ماجہ از امام ابن ماجہ محمد بن یزید قزوینیؒ (209ھ۔273ھ)

آپ قزوین میں پیدا ہوئے جو کہ ایران کا شہر ہے۔ موصوف کی کتاب السنن ابن ماجہ میں چار ہزار احادیث ہیں، اس کی مشہور شرح مصباح الزجاجہ از حافظ جلال الدین سیوطی ہے۔